ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.8. No.2.2025

عطایا و وظائف کے دعوتی اثرات: تالیفِ قلوب کا سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ

The Daʻwah Impact of Grants and Stipends: A Research Study of Ta'līf al-Qulūb in the Light of the Prophetic Biography

Muhammad Usman Zakariya
MPhil Islamic Studies (Specialization in Islamic Economics), Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Pakistan. Visiting Lecturer, University of Agriculture Faisalabad (Sub-Campus Okara), Okara, Pakistan.
Email: usmanrnk302@gmail.com
Muhammad Shahid Nawaz
MPhil Scholar, Institute of Islamic Studies, The University of the Punjab, Lahore, Pakistan.
Email: malikshahidnawaz237@gmail.com
Syed Zain Kazmi
MPhil Islamic Studies (Specialization in Islamic Economics), Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Pakistan.
Email: *szkazmi66@icloud.com*

Abstract

humanity toward moral rectitude and ultimate success in this world and the Hereafter. The Qur'an and Sunnah emphasize wisdom, compassion, and consideration of human psychology in fulfilling this mission. Among the effective means of Daʻwah employed by the Prophet Muhammad (peace be upon him) was the strategic use of grants and stipends (ʻAṭāyā and Wazā'if) to soften hearts, a principle known as Ta'līf al-Qulūb. This research study explores the Daʻwah-oriented impact of grants and stipends in the light of the Qur'an and the Prophetic biography, with special focus on the distribution of spoils of war after the Battle of Ḥunayn. The study explains how the Prophet (peace be upon him), through generous financial allocations to newly inclined or influential individuals, succeeded in removing hostility, fostering goodwill, and strengthening their attachment to Islam. The research analyzes relevant Qur'anic verses, Prophetic traditions, and historical events to demonstrate that Ta'līf al-Qulūb was not mere material appeasement but a purposeful Daʻwah strategy rooted in deep understanding of human emotions and social dynamics. The study concludes that the Prophetic application of grants and stipends played a crucial role in stabilizing the early Muslim community and expanding Islam's message. This model remains highly relevant for contemporary Daʻwah efforts, emphasizing that winning hearts is as vital as conveying arguments.

Key Words*: Daʻwah in Islam, Ta'līf al-Qulūb, Grants and Stipends, Prophetic Biography, Battle of Ḥunayn, Islamic Social Strategy, Moral Influence*

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

تعارفِ موضوع

دعوت الی اللہ اسلام کا ایک بنیادی اور مقدس فریضہ ہے، جس کا مقصد انسانیت کو خیر، ہدایت اور فلاح کی طرف بلانا ہے۔ قرآنِ مجید میں دعوت کا مفہوم بلانے، پکارنے اور خیر خواہی پر مبنی رہنمائی کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ یہ فریضہ سب سے پہلے انبیائے کرام علیہم السلام کے سپرد کیا گیا، اور بعد ازاں ان کے پیروکاروں کو یہ ذمہ داری منتقل ہوئی۔ اسلامی دعوت محض زبانی تبلیغ تک محدود نہیں بلکہ انسانی نفسیات، جذبات اور معاشرتی حالات کو مدنظر رکھ کر اختیار کیے گئے عملی ذرائع کو بھی شامل کرتی ہے۔ انہی ذرائع میں سے ایک مؤثر اصول تالیفِ قلوب ہے، جس کا مقصد لوگوں کے دلوں کو اسلام کی طرف مائل کرنا، ان کے شکوک و عناد کو دور کرنا اور حق قبول کرنے کی صلاحیت پیدا کرنا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے دعوتی مقاصد کے تحت عطایا و وظائف کو حکمت کے ساتھ استعمال فرمایا، بالخصوص غزوۂ حنین کے بعد مالِ غنیمت کی تقسیم میں اس اصول کا عملی مظاہرہ کیا۔ زیرِ نظر تحقیق میں عطایا و وظائف کے دعوتی اثرات کو سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

دعوت کی تفہیم

دعوت، دعا، یدعوا، دعوۃ کے معنی بلانے اور پکارنے کے ہیں۔[1] قرآن پاک میں دعوت کا لفظ دعا اور پکارنے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے، جیسے کہ سورۃ البقرۃ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ[2]

میں پکارنے والے کے پکار کا جواب دیتا ہوں جب وہ پکارتا ہے۔

عام طور پر دعوت سے مراد لوگوں کو ترغیب دلانا، خیر خواہی کی ہدایت کرنا، نیکی کا حکم دینا، برائی سے روکنا ہے، تاکہ سارے لوگ دنیا و آخرت میں فلاح پائے اور کام یاب ہو جائیں۔ دعوت کا مقدس فریضہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے سپرد کیا اور ان ہی کے توسط سے اپنی مخلوق کو اپنا پیغام پہنچایا۔ انبیائے کرام کے بعد ان کے پیروکاروں کے یہ فریضہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا پیغام جو ان تک ان کے نبی کے ذریعے پہنچا ہے وہ اسے آگے دوسرے لوگوں تک پہنچائے، تاکہ انہیں آخرت میں کام یابی نصیب ہو اور کوئی حجت باقی نہ رہے۔ قرآن مجید رسول اکرم علی ایم کی شخصیت کو بیان کرتا ہے:

وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ[3]

اور اگر آپ ﷺ سخت خو ہوتے تو لوگ آپ کے پاس سے چل دیتے

دعوت و تبلیغ کے بہت سے اصولوں میں سے ایک اُصول کو تالیف القلوب کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ تالیف القلوب جس کے لفظی معنی دلوں کو ملانا، دل جوئی کرتا ہے۔[4] اس سے مراد اس شخص کے ساتھ جس کو اسلام کی طرف مائل کرنا ہو، لطف و محبت، امداد و اعانت اور ہم دردی کرنا ہے۔ کیوں کہ انسان طبقا شریفانہ جذبات کا ممنون ہوتا ہے یہ ممنوعیت عناد اور ضد کے خیالات کو دور کر کے قبول حق کی صلاحیت

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

پیدا کر دیتی ہے۔[5] اور ویسے بھی انسان کا دل اس کی قوت محرکہ ہے، اور اس سے انسانی زندگی میں انقلاب برپا ہو سکتا ہے۔ جب دعوت دینے والی کی دعوت اس کے دل پر اثر کر گئی تو گویا داعی اسے راہ حق پر گامزن کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد مبارکہ ہے:

الا وَإِنَّ فِي الجَسَدِ مَضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الجَسَدِ كُلَّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الجَسَدِ كُلَّهُ آلا وَهِيَ الْقَلْبِ[6]

ترجمہ

آگاہ رہو کہ بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ سنور جائے تو تمام بدن سنور جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو جائے تو وہ تمام بدن خراب ہو جاتا ہے اور سنو وہ ٹکڑا دل ہے ۔

غزوہ حنین کے مالِ غنیمت اور مولفۃ القلوب

غزوہ حنین کے مولفتہ القلوب کا ذکر اس حوالے سے نہایت اہم ہے۔ یہ مکہ معظمہ کے اکثر روسا واشراف تھے جنہوں نے حال ہی اسلام قبول کیا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ان ہی نو مسلم صحابہ کی دل جوئی اور حوصلہ افزائی کے لیے انہیں بے شمار عطایا سے نوازا، تا کہ وہ بھی اسلام کو مضبوط کرنے میں معاون ثابت ہوں اور وہ لوگ جہنم کا ایندھن بننے سے بچیں۔

اس فصل عنوان کے تحت ہم رسول اللہ ﷺ کے عطایا کی تفصیل اور اُن کے دعوتی اثرات کا جائزہ لیں گے جو آپ ﷺ نے تالیف قلبی کے لیے اُن نو مسلم حضرات کو عطا کیے تھے جنہیں قرآن مجید میں مولفۃ القلوب کا نام دیا گیا ہے۔

مال غنیمت

شکست کے بعد قبیلہ ثقیف کے لوگ بھاگ کر طائف پہنچے، اور اس کے اندر داخل ہو کر دروازوں کو بند کر دیا۔ بروج و فصیلوں کو مضبوط کر کے جنگ کے لیے تیاری کرنے لگے۔[7] مالک بن عوف بھی بھاگ کر ثقیف کے قلعے میں داخل ہو گیا۔[8]

نبی کریم ﷺ نے غزوہ حنین کے بعد صحابہ کرام کو قیدیوں اور مالِ غنیمت کو جمع کرنے کا حکم فرمایا اور جب سب مالِ غنیمت جمع ہو گیا تو اُسے جعرانہ کے مقام پر رکھ دیا۔[9] نبی کریم ﷺ نے حنین کے بعد طائف کو فتح کرنے کا ارادہ فرمایا اور اپنے لشکر کو لے کر طائف پہنچے اور یہاں قلعہ بند لوگوں کا بیس دن تک محاصرہ کیا اور خوب جنگ کی اور بالآخر صحابہ کرام سے مشاورت کے بعد آپ ﷺ نے محاصرہ ختم فرمایا اور واپس جعرانہ تشریف لے گئے۔[10]

یہاں غنیمت کا بے شمار ذخیرہ موجود تھا۔ چھ ہزار قیدی چوبیس ہزار اونٹ چالیس ہزار سے زیادہ بھیڑ بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے اس امید سے کہ شاید ہوازنی قبیلے کے لوگ رحم طلب کرتے ہوئے اپنے بچوں کی رہائی کا مطالبہ کرنے آئیں گے اور آپ ﷺ انہیں فوج میں تقسیم کرنے سے قبل آزاد کر دیں گے ۔[11] رسول اللہ ﷺ نے غنائم اور قیدیوں کی تقسیم کو دس دن تک مؤخر فرمایا لیکن اتنے دن گزرنے کے بعد بھی کوئی نہیں آیا تو آپ صلی اللہ ہم کو مجبوراً مال غنیمت تقسیم کرنا پڑا۔[12] مال غنیمت کے پانچ حصے کیے گئے۔

حسب قاعدہ چار حصے فوج میں اور خمس بیت المال اور غربا و مساکین کے لیے مختص کیا گیا۔ عام تقسیم کی رو سے فوج کے حصے میں جو کچھ آیا وہ فی کس چار اونٹ اور چالیس بکریاں تھیں۔[13]

جہاں تک چھ ہزار قیدیوں کا معاملہ تھا تو مالِ غنیمت کی تقسیم کے بعد ہوازن کا وفد آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، چونکہ حضرت حلیمہ سعدیہ جو آپ ﷺ کی رضائی والدہ تھی کا تعلق بنو ہوازن سے تھا، اس تعلق کی بنا پر ہوازن کے وفد نے آپ ﷺ سے اسران جنگ کی رہائی کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ خاندان عبد المطلب کا جس قدر حصہ ہے وہ تمھارا ہے لیکن عام رہائی کے لیے تدبیر یہ ہے کہ نماز کے بعد تمام مجمع کے سامنے درخواست پیش کرو۔ جب ان لوگوں نے نماز ظہر کے بعد درخواست پیش کی تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے صرف اپنے خاندان پر اختیار ہے لیکن میں تمام مسلمانوں سے ان کے لیے سفارش کرتا ہوں۔ مہاجرین اور انصار بول اُٹھے ہمارا حصہ بھی حاضر ہے اور اس طرح چھ ہزار قیدی دفعتاً آزاد ہو گئے۔[14]

مولفتہ القلوب اور رسول اللہ ﷺ کی فیاضی

نبی کریم ﷺ نے مکہ کے رؤسا و اشراف کی دل جوئی اور تالیف قلبی کے لیے انہیں بے شمار عطایا سے نوازا تھا، تاکہ اسلام کی طرف ان کا میلان ہو اور رغبت بڑھے۔ اسی لیے غزوہ حنین کے مالِ غنیمت کو آپ ﷺ نے تقسیم فرمانا شروع کیا تو عام تقسیم سے پہلے مولفتہ القلوب کو عطا فرمایا۔[15]

صفوان بن امیہ جو اس وقت تک مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے۔ ان کے پاس بہت سارے ہتھیار اور زرہیں تھیں، چناچہ آپ ﷺ نے ان سے زرہیں مستعار لینا چاہیں۔ صفوان نے اس موقع پر آپ ﷺ سے پوچھا تھا کہ کیا آپ غاصبانہ طور پر ہتھیار لیں گے ؟ آپ ﷺ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ نہیں عاریتاً لیں گے اور ان کی واپسی کے ذمے دار ہوں گے۔[16]

نبی کریم ﷺ اگر چاہتے تو فاتح مکہ کی حیثیت سے جبر و قوت سے ان سب سے اسلحہ اور سامان حاصل کر سکتے تھے، کیونکہ قریش مکہ اس وقت آپ ﷺ کے سامنے مغلوب تھے لیکن آپ ﷺ نے جنگ کی تیاریوں میں ان سے اسلحہ تک مستعار لیا اور واپسی کی ذمے داری بھی لی۔ دنیا میں آپ ﷺ جیسے فاتح کی نظیر نہیں مل سکتی۔

1۔ ابو سفیان وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ اسے غنائم میں سے عطیہ دیا جائے۔ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ کے سامنے چاندی پڑی ہوئی تھی۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ قریش سے زیادہ مال دار ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ مسکرا دیے۔ ابو سفیان نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس مال سے مجھے بھی کچھ عطا فرما ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے بلال! ابو سفیان کے لیے چالیس اوقیہ چاندی تولو اور اسے ایک سو اونٹ دے دو۔ ابو سفیان نے کہا میرے بیٹے یزید الخیر کو بھی عطا فرمائے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ یزید کے لیے بھی چالیس اوقیہ چاندی تول دو اور اسے ایک سو اونٹ بھی دے دو۔ ابو سفیان نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے بیٹے معاویہ کو بھی عطا فرمائیے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے بلال! اس کے لیے بھی چالیس اوقیہ چاندی تول دو اور ایک سو اونٹ بھی اسے دے

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

دو۔ ابو سفیان نے کہا۔ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ ﷺ کریم آدمی ہیں میں نے آپ سے جنگیں کی ہیں اور آپ ﷺ کیا ہی اچھے جنگ جو ہیں۔ پھر میں نے آپ سے صلح کی ہے اور آپ کیا ہی اچھے صلح کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالی آپ ﷺ کو جزائے خیر عطا کریں۔[17]

2۔ واقدی کے مطابق آپ ﷺ نے بنی اسد کو بھی عطایا عنایت فرمائے۔[18]

3۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ نے حکیم بن حزام کو بھی تالیف قلب کے لیے سو اونٹ عنایت فرمائے ۔ انہوں نے مزید سو اونٹوں کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے ان کی درخواست قبول کرتے ہوئے انہیں مزید سو اونٹ عطا کیے۔[19]

4۔ رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت میں سے اقرع بن حابس کو بھی سو ائنٹ عطا فرمائے اور عیینہ ابن حصین فزاری کو بھی سو اونٹ عطا کیے۔ عباس ابن مرداس کو آپ ﷺ کی یہ تقسیم گراں گزری۔ اس نے چند اشعار کہے جن میں عطا سے قلیل ہونے کا بیان کیا۔ چناچہ آپ ﷺ نے انہیں سو اونٹ عطا کر دیے۔[20]

5۔ صفوان بن امیہ سادات قریش میں سے تھے۔ یہ قریش کے مشہور سردار امیہ بن خلف کے بیٹے تھے جو غزوہ بدر میں بہ حالت کفر قتل ہوا تھا۔ جب نبی کریم ﷺ اور ان کے لشکر نے مکہ کو فتح کیا تو آپ ﷺ نے انہیں امان دی اور اُسے چار ماہ کی مدت دی کہ وہ اپنی مرضی سے اسلام قبول کریں اور صفوان بن امیہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اسلام لانے سے قبل نبی کریم ﷺ کے ساتھ حنین گئے۔ مشرک ہونے کے باوجود وہ آپ ﷺ کی فتح کا خواہش مند تھے۔ کیوں کہ جب اُسے کسی ایک منحرف قریشی نے مسلمانوں کی شکست کی خبر دی تو اس نے اُسے ڈانٹ دیا اور کہا مجھے قریش کے کسی آدمی کا محکوم ہونا، ہوازن کے کسی آدمی کے محکوم ہونے سے زیادہ پسند ہے۔[21] اس نے مسلمانوں کے خلاف کوئی قابل اعتراض کام نہیں کیا، بلکہ انہیں اسلحہ اور زریں مستعار بھی دی جن میں سے کچھ ضائع ہوئی تو اس کا تاوان لینے سے بھی اس نے منع کیا۔[22] اس لیے اسے اسلام قبول کرنے سے پہلے ہی آپ ﷺ نے 100 اونٹ عطا کیے۔ طبقات ابن سعد میں ۱۰۰ اونٹ کا ذکر ہے ۔[23] جب کہ صحیح مسلم میں روایت ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں ۳۰۰ اونٹ عطا فرمائے۔[24] اس سلسلے میں واقدی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جعرانہ میں غنائم سے متعلق چکر لگا رہے تھے اور صفوان بن امیہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ ﷺ مسلمانوں کی اس غنیمت کے پاس سے گزرے جو اللہ تعالی نے انہیں عطا کی تھی، جس میں بکریاں اور اونٹ تھے ، اور ان کے بلبلانے سے شور پڑا ہوا تھا پس صفوان حیران ہو کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے ابو وہب! کیا اس نے تجھے حیران کر دیا ہے۔ اس نے جواب دیا ہاں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ درہ اور اس میں جو کچھ ہے وہ تیرے لیے ہیں۔ تو صفوان بن امیہ نے کہا کہ اس بات سے نبی کے سوا کسی کا دل خوش نہیں ہوتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور وہ مسلمان ہو گیا اور پھر بہت اچھا مسلمان ثابت ہوا۔[25]

نبی کریم ﷺ افراد کی تالیف القلوبی اور دل جوئی کے لیے جتنا بھی اُن کو عطایا سے نوازا اس کی اتنی برکت تھی کہ اسلام ان کے دل میں راسخ ہو گیا اور آپ ﷺ کی ذات اقدس انہیں دنیا جہاں سے محبوب ہو گئی۔ آپ ﷺ کی اس مہربانی اور فضیلت کے بدولت نہ صرف وہ راسخ

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

العقیدہ مسلمان ہوئے بل کہ بہت اچھے مسلمان ثابت ہوئے، سوائے عیینہ بن حصین فزاری کے جو مولفۃ القلوب میں سے تھا اور آپ ﷺ اس کی اپنی زندگی تک مالی مدد فرماتے رہے تھے۔[26]

نبی اکرم ﷺ کا حنین کی غنیمت میں حصہ

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے لیے مال غنیمت میں سے خمس یعنی پانچواں حصہ مقرر فرمایا تھا اور اسے خرچ کرنے کا اختیار دیا تھا۔ سورۃ الانفال میں اُس کی تفصیل موجود ہے۔ آپ ﷺ نے غزوہ حنین کے اموال میں اپنے حصے کو بھی تقسیم کر دیا۔ اس کی تفصیل مصادر میں کچھ اس طرح سے بیان ہوئی ہے: نبی کریم ﷺ ہوازن کے قیدیوں کو واپس کرنے سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے جنہوں نے جنگ میں شرکت کی تھی آپ ﷺ سے کہنا شروع کر دیا کہ آپ ﷺ غنائم اور سامان تقسیم کرنے میں جلدی کریں یہاں تک کہ وہ آپ ﷺ کو مجبور کر کے ایک درخت تک لے آئے جس سے آپ ﷺ کی چادر اُلجھ گئی اور شانہ مبارک سے اتر گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

أدو على ردائي أيها الناس

اے لوگوں! میری چادر دے دو اے لوگو! میری چادر واپس دے دو۔ پھر مزید فرمایا:

اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تہامہ کے درختوں کی گنتی کے برابر بھی مال ہوتا تو میں انہیں بھی تم میں تقسیم کر دیتا اور پھر تم مجھے بزدل، کذاب اور بخیل ہر گز نہ پاتے۔ پھر رسول اکرم ﷺ نے اونٹ کے پہلو میں کھڑے ہو کر اس کی کوہان سے کچھ اون پکڑی اور اسے اپنی دونوں انگلیوں کے درمیان رکھا اور پھر اسے بلند کر کے کہا: اے لوگو! میرے لیے تمھارے مال غنیمت اور ان کے بالوں میں سے سوائے خمس کے اور کچھ نہیں ہے اور یہ خمس بھی پھر تم ہی پر واپس ہو جاتا ہے۔ لہذا کسی کے پاس جو ادنی سال بھی مال غنیمت کا ہو سوئی اور دھاگہ تک بھی ہو اسے ادا کر دے کیوں کہ خیانت خائن کے لیے قیامت کے روز عار اور نار اور شنار ہے (یعنی شرم، دوزخ کی آگ اور ذلت ہے)۔[27]

آپ ﷺ کے فرمان پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مال غنیمت میں جو آپ ﷺ کا حصہ تھا، وہ بھی آپ ﷺ نے ان بدوں میں تقسیم کر دیا اور اپنے لیے کچھ نہیں رکھا۔ ویسے خمس کا زیادہ تر استعمال آپ ﷺ اپنی ذات اور خاندان سے زیادہ دوسرے حاجت مندوں کی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے کرتے تھے۔

عطایہ نبویہ ﷺ کی نوعیت اور حیثیت

نبی کریم ﷺ نے جو عطایا قریش کے رؤساء واشراف کو تالیف قلوبی کے لیے عطا فرمایا تو یہ سب کا سب خمس میں سے تھا۔ یہ خود نبی کریم ﷺ کا ذاتی حصہ تھا جس کو خرچ کرنے کا اختیار اور حصہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مقرر فرمایا تھا۔[28] اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں جنگ کے اُن غنائم کے بارے میں جنہیں اسلامی فوج دشمن کو شکست دے کر حاصل کرتی ہے، فیصلہ فرماتے ہیں کہ خمس کو غنائم سے الگ رکھا جائے، تاکہ وہ رسول اکرم ﷺ کے ہاتھ اور تصرف میں ہو تاکہ آپ ﷺ بہ حیثیت رسول اسلام کے مفاد کے مطابق اس میں تصرف کرے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
Vol.8. No.2.2025

چناچہ اسی حق وتصرف کو استعمال کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے مال غنیمت جس میں چوبیس ہزار اونٹ چالیس ہزار کے قریب بکریاں اور چاندی کی بہت بڑی مقدار تھی، اس کا پانچواں حصہ الگ کر لیا اور اس خمس کو اسلام کی دعوت کو پھیلانے اور اس عظیم مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اسے عرب کے زعما کے قلوب کو مائل کرنے کے لیے خرچ کیا، تاکہ ان کے ذریعے دین کو طاقت حاصل ہو اور اسلام ان کے دلوں میں اس طرح راسخ ہو جائے کہ ان کو دنیا کے ساتھ ساتھ اخروی کامیابی بھی حاصل ہو اور اسلام کی دعوت کا اصل مقصد بھی یہی ہے۔

عطایا نبویہ ﷺ کی برکات اور اس کے اثرات

نبی کریم ﷺ نے تو مسلم افراد کی تالیف القلوبی اور دل جوئی کے لیے جتنا بھی اُن کو عطایا سے نوازا اس کی اتنی برکت تھی کہ اسلام ان کے دل میں راسخ ہو گیا اور آپ ﷺ کی ذات اقدس انہیں دنیا جہاں سے محبوب ہو گئی۔ آپ ﷺ کی اس مہربانی اور فضیلت کے بدولت نہ صرف وہ راسخ العقیدہ مسلمان ہوئے بلکہ بہت اچھے مسلمان ثابت ہوئے، سوائے عیینہ بن حصین فزاری کے جو مولفتہ القلوب میں سے تھا اور آپ ﷺ اس کی اپنی زندگی تک مالی مدد فرماتے رہے تھے۔ لیکن وہ آپ صلی اللہ ﷺ کی وفات کے بعد مرتد ہو گیا، طلیحہ بن اسدی جو کہ مدعی نبوت تھا اس کے ساتھ مل گیا۔[29]

طائف کے محاصرے کے وقت بھی اس نے نبی کریم ﷺ کو فریب دینے کی کوشش کی اور آپ ﷺ سے اجازت چاہی کہ وہ قلعہ کے اندر جا کر بنی ثقیف کو اسلام کی دعوت دے اور آپ ﷺ کی اجازت لے کر جب اندر گیا تو الٹا انہیں اپنے قلعے میں ڈٹے رہنے کی ترغیب دے کر آ گیا۔ اللہ تعالی نے نبی ﷺ پر اس کا سب راز منکشف کر دیا۔[30]

انعامات وعطایا نے سرداران قریش اور ان کے متبعین کے دل جیت لیے۔ ان کے اسلام میں استقامت اور ایمان میں استحکام پیدا ہوا۔ آگے چل کر انھوں نے اسلام کی راہ میں اپنی جان ومال سے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ ان میں عیینہ بن حصین ہی ایسا تھا جو آخر تک کمزور رہا۔ اس کے سوا باقی سب بہترین مسلمان ثابت ہوئے۔ ان کے دل ودماغ پر اسلام کے اثرات سے کس حد تک تبدیلی آئی ہم چند مثالوں سے بیان کرتے ہیں:

حضرت حکیم بن حزام جنہیں نبی کریم ﷺ نے مولفتہ القلوب ٹھہرایا اور انہیں ۱۰۰ اونٹ عطا کیے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے ۲۰۰ اونٹ اور مانگ لیے اور آپ ﷺ نے انہیں وہ بھی عطا کر دیئے۔ ان عطایا کے ساتھ آپ ﷺ نے انہیں ان الفاظ میں نصیحت فرمائی:

> يا حكيم بن حزام، إن هذا المال خضِرَة حَلوَة - فمن أخذه بسخاوة نفس بورك له فيه ومن أخذه بإشراف نفس لم يبارك له فيه، وكان كا لذى يأكل ولا يشبع واليد العليا خير من السفلى، وابدأ بمن تعول
>
> اے حکیم بن حزام! یہ مال بظاہر اچھا اور شیریں ہے، جو شخص اسے دلی سخاوت سے لیتا ہے اس کے لیے اس میں برکت ہوتی ہے اور جو شخص دلی حرص سے لیتا ہے اس کے لیے اس میں برکت نہیں ہوتی اور اس کی مثال اس شخص کی سی ہوتی ہے جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔ اوپر کا ہاتھ نچلے سے بہتر ہوتا ہے اور تو جس کی پرورش کرتا ہے اس سے آغاز کر۔[31]

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
Vol.8. No.2.2025

نبی کریم ﷺ کے الفاظ کا حکیم بن حزام پر اتنا اثر ہوا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے دیے گئے سو اونٹوں کے عطیے سے دو سو اونٹ واپس کر دیے اور آپ ﷺ سے عرض کیا:

یارسول اللہ ﷺ اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو برحق بنا کر بھیجا ہے کہ آپ کے علاوہ اور آپ ﷺ کے بعد میں کبھی کسی شخص کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاؤں گا یہاں تک کہ اسی حالت میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا۔ چناچہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد جب حضرت ابو بکر صدیق خلیفہ بنے تو انہوں نے کئی مرتبہ حکیم ابن حزام کو کچھ نہ کچھ دینے کی کوشش کی مگر انہوں نے ایک جبہ بھی لینے سے انکار کر دیا۔[32]

صفوان بن امیہ کہتے تھے:

والله ! لَقَدْ أَعْطَانِي رسول الله ﷺ مَا أَعْطَانِي، وَإِنَّهُ لَا بَعْضُ النَّاسِ إلى فما برح حتى إنه لأحب الناس

ترجمہ

قسم اللہ کی رسول اکرم ﷺ نے جس وقت مجھے سب سے پہلے انعام سے نوازا آپ ﷺ میری نظر میں دنیا کی مبغوض ترین ہستی تھے لیکن جب آپ ﷺ مجھے اپنے انعامات سے مسلسل نوازتے رہے تو آپ ﷺ دنیا کی محبوب ترین شخصیت ہو گئے۔[33]

جن لوگوں کی تالیف قلبی کی گئی ان میں ایک نام ابوسفیان بھی ہے۔ جن کے بارے میں ماقبل میں بیان ہو چکا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے انہیں اور اُن کے دونوں بیٹوں کو خطیر تعداد میں عطایا عنایت فرمایے تو وہ بھی آپ ﷺ کی فیاضی سے بہت متاثر ہوئے اور آپ ﷺ کو کہا: یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ کریم آدمی ہیں میں نے آپ ﷺ سے جنگیں کی ہیں اور آپ کیا ہی اچھے جنگجو ہیں پھر میں نے آپ ﷺ سے صلح کی ہے اور آپ کیا ہی اچھے صلح کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو جزائے خیر دے۔[34]

نتیجہ

اس تحقیقی مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عطایا و وظائف اسلام میں محض مالی امداد نہیں بلکہ ایک مؤثر دعوتی حکمتِ عملی کا حصہ ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے تالیفِ قلوب کے اصول کو عملی جامہ پہنا کر یہ ثابت فرمایا کہ دلوں کو جیتے بغیر پائیدار دعوت ممکن نہیں۔ غزوۂ حنین کے موقع پر مالِ غنیمت کی تقسیم نے بہت سے نومسلموں اور بااثر افراد کے دلوں کو اسلام کے قریب کر دیا۔

یہ مطالعہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ دعوت میں نرمی، احسان اور دل جوئی بنیادی حیثیت رکھتے ہیں، کیونکہ انسان کا دل ہی اس کے اعمال کی بنیاد ہے۔ اگر داعی دلوں تک رسائی حاصل کر لے تو دعوت اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتی ہے۔ سیرتِ نبوی ﷺ میں عطایا و وظائف کا دعوتی استعمال آج کے داعیانِ اسلام کے لیے بھی ایک روشن اور قابلِ تقلید نمونہ ہے۔

CC BY

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.8. No.2.2025

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات(References)

رازی، المختار الصحاح-مترجم عبد الرزاق، دار الاشاعت، کراچی، 2003، ص296 [1]

البقرۃ، آیت186 [2]

ال عمران، آیت159 [3]

فیروزالدین، فیروزالغات، مادہ تالیف [4]

شبلی، سیرت النبی ﷺ، ادارہ اسلامیات، لاہور، 2002ء، ج1، ص218 [5]

امام بخاری، صحیح البخاری، کتاب الایمان، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، 2001ء، حدیث52، ج1، ص21 [6]

ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، دار الکتب العربی، بیروت، 1410ھ، ج4، ص82 [7]

ابن سعد، طبقات ابن سعد، نفیس آکیڈمی، کراچی، س ن، ج2، ص141 [8]

ایضا [9]

ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، دار الکتب العربی، بیروت، 1410ھ، ج4، ص121 [10]

ابن سعد، طبقات ابن سعد، نفیس آکیڈمی، کراچی، س ن، ج2، ص141 [11]

امام بخاری، صحیح البخاری، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، 2001ء، حدیث، 4319، ج5، ص141 [12]

ابن سعد، طبقات ابن سعد، نفیس آکیڈمی، کراچی، س ن، ج2، ص141 [13]

ابن قیم، زادالمعاد، موستہ الرسالتہ، بیروت، 1418ھ، ج3، ص415 [14]

ابن سعد، طبقات ابن سعد، نفیس آکیڈمی، کراچی، س ن، ج2، ص142 [15]

ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، دار الکتب العربی، بیروت، 1410ھ، ج1، ص83 [16]

واقدی، کتاب المغازی، عالم الکتب، بیروت، 1404ھ، ج3، ص944 [17]

واقدی، کتاب المغازی، عالم الکتب، بیروت، 1404ھ، ج3، ص945 [18]

واقدی، کتاب المغازی، عالم الکتب، بیروت، 1404ھ، ج3، ص946 [19]

ایضا [20]

واقدی، کتاب المغازی، عالم الکتب، بیروت، 1404ھ، ج3، ص946 [21]

ابن اثیر، اسد الغابہ فی معرفتہ الصحابہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1994ء، ج3، ص26،25 [22]

حلبی، سیرت حلبیہ، مترجم، دارالاشاعت، کراچی، ج5، ص326 [23]

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

[24] ابن سعد، طبقات ابن سعد، نفیس آکیڈمی، کراچی، س ن، ج2، ص141

[25] ابن سعد، طبقات ابن سعد، نفیس آکیڈمی، کراچی، س ن، ج2، ص142

[26] حمید اللہ، رسول اللہ ﷺ کی حکمرانی و جانشینی، مترجم خالد پرویز، بیکن بکس، لاہور، 2006ء، ص126

[27] ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، دار الکتاب العربی، بیروت، 1410ھ، ج3، ص955

[28] ابن قیم، زاد المعاد، موسستہ الرسالتہ، بیروت، 1418ھ، ج3، ص424

[29] حمید اللہ، رسول اللہ ﷺ کی حکمرانی و جانشینی، مترجم خالد پرویز، بیکن بکس، لاہور، 2006ء، ص127

[30] حلبی، سیرت حلبیہ، مترجم، دارالاشاعت، کراچی، ج5، ص361

[31] واقدی، کتاب المغازی، عالم الکتب، بیروت، 1404ھ، ج3، ص945

[32] حلبی، سیرت حلبیہ، مترجم، دارالاشاعت، کراچی، ج5، ص368

[33] امام مسلم، صحیح مسلم، خالد احسان پبلشر، لاہور، 2014ء، حدیث 2312، ج4، ص806

[34] امام مسلم، صحیح مسلم، خالد احسان پبلشر، لاہور، 2014ء، حدیث 2313، ج4، ص806